ابو معاویہ مفتی منظور احمد تونسوی (رئیس الافتاء جامعہ قاسم العلوم ملتان)

ایک شیعہ کے تیس ۳۰ سوال اور اُن کے جوابات

کہ سابقین مہاجرین و انصار کیساتھ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہونے والے شان میں برابری نہیں کر سکتے کیونکہ

اولئک اعظم درجتہ الایہ

انکے درجات بہت بلند ہیں لیکن درجہ میں فرق کے باوجود جنت کا وعدہ سب سے ہے۔ بتائیے صحابہؓ کرام کے سوا کسی اور کو جنتی ہونیکا سارٹیفک عطا فرمایا گیا ہے؟ ہر گز نہیں۔ تو اس سے بڑھکر اور کیا ہو۔

دوسری آیت میں ہے۔

والذمهم كلمة التقوىٰ وكانوا احق بها وا اهلها الايه پ ٢٦ سوره الفتح ع ٢

کہ صحابہ کرام کو تقویٰ لازم کر دیا گیا ہے کیونکہ وہ اسکے لائق اور مستحق بھی تھے۔

حدیث میں ہے۔

كلمتہ التقوى كى تفسير لا الہ الااللہ

سے کی گئی ہے سو یہ بات ہر شک اور شبہ سے بالا ہے کہ کلمہ اسلام ان کے دلوں میں اتارا گیا تھا۔

یہ بات بالقطع والیقین حق ہے کہ صحابہؓ میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو غیر ثقہ ہو یا جو دین میں کوئی غلط بات کہے سر خیل محدثین حضرت علامہ عینیؒ متوفی ۸۵۷ھ لکھتے ہیں لیس فی الصحابۃ من یکذب وغیر ثقتہ الخ عینی علی البخاری ص ۱۰۵ ج ۲ یعنی تمام راست گو سچے اور متقی تھے۔

علامہ ابن عبد البرؒ مالکی (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں " ان جمیعھم ثقات مامون عدل رضی فواجب قبول ما نقل کل واحد منھم وشھدوا بہ علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ کتاب التمہید ص ۲۶۳ ج ۴۔ ترجمہ سب صحابہؓ ثقہ اور امانت دار ہیں عادل ہیں اللہ ان سے راضی ہوا ان میں سے ہر ایک نے جو بات اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی اور اسکے ساتھ اپنے نبی ﷺ کے عمل کی شہادت دی (لفظاً ہو یا عملاً) وہ واجب القبول ہے) صحابیت میں سب صحابہ راشد اور مہدی تھے مگر ان میں سے ایسے حضرات بھی ہوئے جو نظم امور سلطنت میں بھی راشد اور مہدی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے بعد اپنی امت کو انکے نقش پا پر چلنے کی دعوت دی "علیکم بسنتی وسنتہ الخلفاء الراشدین المھدین او کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ انبیاء علیھم السلام کے بعد صحابہ ہیں جو بطور طبقہ محمود و منصور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ

جماعت صحابہؓ مخلوق میں سے کسی کی تعدیل کے محتاج نہیں ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جو انکے باطن پر پوری طرح مطلع ہے انکی تعدیل کر چکا ہے۔ وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان الایہ کہ اللہ نے تمہارے دلوں میں کفر فسق اور گناہوں سے نفرت ڈال دی۔ قرآن مجید صحابہ کرام کو عادل متقی۔ پرہیز گار ثقہ امین سچے مومن۔ صادق کہہ رہا ہے ان کے مومن ۔ صادق، امین ، عادل، ثقہ ہونے پر قرآن کی حقانیت موقوف ہے۔ تو صحابیت اور تقوی لازم و ملزوم ہیں۔ اس ضابطہ و اصول کی بنیاد پر ہم اہلسنت یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ مدار فضیلت مقام صحابیت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ جنتی ہیں کوئی ایک ادنی ترین صحابی جسے ایک بار حضور ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہو گیا ہو وہ بھی دوزخ میں نہیں جاسکتا۔ حدیث میں ہے لاتمس النار مسلماً نسائی اورای من رآی رواہ الترمذی یعنی جس نے ایمان و اسلام کی حالت میں ایک بار مجھے دیکھ لیا یا میرے دیکھنے والوں کو دیکھ لیا اسکو جہنم کی آگ چھو بھی نہیں سکتی۔ دوزخ میں جانا تو کجا اصحاب محمد ﷺ کو تو جہنم کی بھاپ اور دھواں تک بھی نہیں پہنچ سکتا اللہ تعالیٰ نے انکے متعلق اعلان فرمایا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ الایہ

سوال نمبر ۹ کا خلاصہ یہ ہے کہ کنزالعمال ص ۱۵۵ ج ۶ میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بعد فتنے اٹھیں گے جب ایسا ہو تم علیؓ بن ابی طالب کا دامن پکڑنا فتنوں کے دور میں حضرت علیؓ کے دامن پکڑنے کا حکم فرمایا گیا ہے دیگر کسی صحابی کے دامن پکڑنے کا حکم نہیں فرمایا۔ نیز وہ قریبی زمانے کے فتنے کونسے تھے؟

جواب۔ فتنوں سے مراد انکار زکواۃ کا فتنہ۔ مدعیان نبوت کا اور اعراب کے ارتداد کا فتنہ ہے اور ان فتنوں میں تمام امت نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کی ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی ابو بکرؓ و عمرؓ کی اقتداء کا حکم فرمایا تھا حدیث میں ہے

عن حذیفةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انى لاادرى مابقائى فيكم فاقتدوا بالذين من بعدى ابى بكرؓ و عمرؓ رواه الترمذى و مشكوة ص ٥٦٠ ج ٢

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ میرے کان اور آنکھ ہیں

عن عبدالله بن حنطت ان النبى رای ابوبكرؓ و عمرؓ فقال هذان السمع والبصر رواه ترمذى مرسلا مشكوة ص ٥٦٠ ج ٢

سوال نمبر ۱۰ کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے دین کے احکام میں ردوبدل کیوں کیا؟

جواب۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آنجناب تبدیلی احکام کی کوئی مثال پیش فرما دیتے اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے احکام شریعت میں ردوبدل فرمایا تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں ان احکام کی اصلاح فرمادی تھی؟

اگر حضرت علیؓ نے بھی انہیں مبدل اور تبدیل شدہ احکام پر عمل کیا اور انکی اصلاح نہیں فرمائی تو پھر صرف

حضرت عمرؓ پر ہی اعتراض کیوں ہے؟

سوال نمبر ۱۱- کیا آپ کی کتابوں میں کوئی ایسی صحیح مرفوع حدیث ہے؟ جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کیلئے خلیفہ یا وصی کے الفاظ استعمال کر کے امت کو انکے حاکم ہونے کا حکم صادر فرمایا ہو؟

جواب- جی ہاں ایک نہیں کئی روایات میں ابو بکرؓ کے خلیفہ ہونے کیطرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں حضرت صدیقؓ کو اپنے مصلی پر کھڑا کر کے سب پر واضح فرمادیا کہ میرے بعد میرا جانشین ابو بکرؓ ہونگے؟ اور جناب علیؓ نے بھی انکی امامت کو مان لیا جیسا کہ فریقین کی کتب سے واضح ہے اور جواب نمبر ا میں وہ روایات ذکر ہو چکی ہیں علاوہ ازیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مرض الموت میں آنحضرت ﷺ نے مجھے حکم فرمایا کہ جاؤ اپنے والد صاحب اور اپنے بھائی (عبدالرحمان) کو بلالاؤ تا کہ میں انہیں ایک دستاویز لکھکر دوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد کوئی امیدوار (متمنی) اپنے آپکو پیش کرتے ہوئے کہے کہ میں اسکا اہل ہوں۔ پھر فرمایا بلکہ اللہ تعالیٰ اور اہل ایمان ابو بکرؓ کے سوا کسی پر متفق نہ ہونگے۔

نمبر ۲- حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کوئی بات کی۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ پھر آنا۔ عورت نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں دوبارہ حاضر ہوں اور آپکو نہ پاؤں (آپ نہ ملیں) تو پھر کس کے پاس جاؤں (یعنی آپکا جانشین کون ہو گا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکرؓ کے پاس جانا۔ عن جبیر بن مطعم قال اتت النبی امراۃ فکلمتہ فی شئی فامرھا ان ترجع الیہ قالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارایت ان جئت ولم اجدک کا نہا یرید الموت قال فان لم تجدینی فاتی ابابکرؓ متفق علیہ (ای فانہ خلیفتی مطلقاً) مشکوۃ ص ۵۶۰ ج ۲۔

نمبر ۳- دوسری روایت میں ہے حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من نبی الاولہ وزیران من اھل السماء و وزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابو بکرؓ و عمرؓ رواہ الترمذی مشکوۃ ص ۵۶۰ ج ۲۔ یعنی ہر نبی کے دو وزیر آسمان اور دو وزیر زمین میں ہوتے ہیں۔ پس آسمان کے دو وزیر جبرائیل و میکائیل ہیں اور زمین میرے دو وزیر ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔ کیا ان صحیح حدیثوں سے شیخین کریمین صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی خلافت و حکومت کیطرف اشارہ نہیں ہے؟ کیا انکی اتباع کا حکم نہیں ہے؟ انصاف شرط ہے۔

سوال نمبر ۱۲- حضرت عمرؓ کو خدمت رسول میں قلم دوات پیش کرنے کا حکم فرمایا گیا تھا لیکن حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں "ھذیان" والا گستاخانہ جملہ کیوں استعمال کیا ہے؟

جواب- یہ غلط ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو قلم دوات لانے کیلئے کہا تھا۔ کسی حدیث میں اسکا ثبوت نہیں۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ایک بہتان اور افتراء ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم قلم دوات لانے کا یہ حکم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا حضرت علیؓ خود فرماتے ہیں "امرنی النبی" ان اتیہ بطبق یکتب فیہ مالا تضل امتہ من بعدہ قال فخشیت ان تفوتنی نفسہ الخ مسند امام احمد ص ۸۴ ج ۲

ترجمہ حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کے پاس ایک بڑا کاغذ لاؤں جس میں آپ وہ کچھ لکھ دیں کہ آپ ﷺ کی امت آپکے بعد گمراہ نہ ہو مگر میں نہ لاسکا کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے پیچھے ہی آپ ﷺ کی وفات نہ ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ کے پانچ دن بعد تک اس دنیا میں تشریف رہا رہے۔ پس قلم دوات پیش نہ کرنے کی ذمہ داری حضرت عمرؓ پر کسی طرح عائد نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم حضرت علیؓ کو تھا نہ کہ حضرت عمرؓ کو علاوہ ازیں اسکا مقصد خلافت کا فیصلہ لکھانا ہر گز نہ تھا۔ بلکہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے یہی تین نصیحتیں فرمائیں کہ

۱۔ یہود کو ہر گز جزیرہ عرب میں بالکل نہ رہنے دیا جائے

۲۔ بیرونی وفود کو اسی طرح آتے رہنے دینا جسطرح کہ میں انہیں آنے دیتا رہا

۳۔ میری قبر کو عبادت گاہ نہ بنانا" پہلے دو حکم بخاری و مسلم میں منقول ہیں اور تیسرا موطا امام مالک میں موجود ہے اور اگر اس طلب قرطاس کا مقصد خلافت کا فیصلہ ہی تھا تو بھی حضرت ابوبکرؓ صدیق کی خلافت کا حکم لکھانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو مطلع کر دیا کہ خدا کا فیصلہ اور مومنین کا اجماع ابوبکرؓ کے سوا اور کسی پر نہ ہوگا تو آپ ﷺ نے اس ارادہ سے درگزر فرمایا کیونکہ مقصود از خود حاصل تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے لئے فیصلہ خلافت لکھوانے کا یہ ارادہ خود صحیح مسلم شریف میں موجود ہے۔ مسلم ص ۲۷۳ ج ۲

نیز ہذیان کی نسبت حضرت عمرؓ کیطرف محض افتراء اور بہتان ہے کسی بھی معتبر سند سے یہ حضرت عمرؓ سے مروی نہیں بلکہ قالوا بصیغہ جمع کے الفاظ ہی میں اسے نقل کیا گیا ہے صحیح بخاری کے چھ مقامات پر پہلے ہمزہ استفہام انکاری موجود ہے۔ صرف ایک جگہ یہ نہیں۔ پس وہاں بھی اسے محذوف مانا جائے گا۔ اور حاصل یہ ہوگا کہ لوگوں نے کہا۔ کیا پیغمبر کو بھی ہذیان ہوسکتا ہے۔؟ ہر گز نہیں۔

اور اسکا قرینہ اگلا جملہ ہے کہ استفهموه۔۔۔ الخ حضور ﷺ جو فرما رہے ہیں اسے سمجھنے کی کوشش کرو۔ پس پہلے جملے میں ہذیان کا اثبات ہو تو اگلے جملے کا اس سے کوئی ربط قائم نہیں رہتا۔ لہذا پہلے جملے میں ہمزہ استفہام انکاری کے اقرار سے چارہ نہیں۔ بایں ہمہ یہ الفاظ حضرت عمرؓ سے قطعاً منقول نہیں۔ یہ ان پر ایک افتراء اور بہتان عظیم ہے۔ یا محض شارحین کا ایک گمان اور وہم۔ اس سے زیادہ اس امر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میری امت فتنے برپا کر کے حقوق اہل بیت ضبط کریگی۔ فرمائیے امت نے سب سے پہلے کون سا حق اہل بیت کا غصب کیا غاصب سر کردہ کا نام کیا ہے؟

جواب۔ آپکی نقل کردہ روایت میں لفظ ائمہ کا ہے خلفاء کا نہیں ہے جبکہ ائمہ شیعہ کی اصطلاح ہے اہلسنت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشینوں کیلئے خلیفہ یا خلفاء کی اصطلاح ہے۔ یہ تو آپ سے سوال ہے کہ وہ ضلالت و گمراہی کے امام کون لوگ ہیں۔ جن کے بارے میں روایت مذکورہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ باقی رہا اہل بیت کے حقوق کا غصب کرنا تو یہ مسئلہ پہلے تفصیل کیساتھ درج ہو چکا ہے۔ کہ جناب علیؓ نے بھی وہ ضبط شدہ جائیداد اسکے صحیح حقداروں کو واپس نہ کی۔ جو جواب انکی طرف سے آپ دیں گے وہی جواب صحابہ ثلاثہؓ کی طرف سے ہماری طرف سے تصور فرمالیں۔

سوال نمبر ۱۴ یہ کہ روضۃ الاحباب ص ۱۶ ج ۳ میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ترجمہ علیؓ تم پر میری حیات اور میری ممات میں خلیفہ ہے جس نے اسکی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اب آپ فرمائیے کسی اور صحابی کے شان میں ایسا حکم رسول موجود ہے۔؟

جواب۔ یہ بات غلط ہے بلکہ شیعہ روایات میں بات اسکے برعکس ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا تھا کہ آپ کے بعد خلیفہ حضرت علیؓ ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا۔ آپ ﷺ کا حق نہیں کہ آپ ﷺ امت پر کسی کو والی بنائیں۔ امت کا والی وہ ہوگا جسے امت چنے (منتخب کرے) تاکہ وہ امت کے سامنے اپنی کارکردگی کا جوابدہ ہوسکے۔ اگر وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مقرر کردہ ہوگا تو ظاہر ہے کہ امت کبھی اس پر انگلی نہ اٹھا سکے گی اور کبھی امت کے سامنے جوابدہ نہ ہوگا حکومت اسکے ہاتھ میں ہونی چاہیے جو اپنی رعایا کے سامنے اپنے امور سلطنت کا جوابدہ بھی ہوسکے امام محمد باقر آیت قرآنی لیس لک من الامر شئی الا پ ۴ سورہ آل عمران ۱۳۔ آیت نمبر ۱۲۸ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حرص ان يكون الامر لاميرالمومنين عليه السلام من بعده فابى الله ؟ تفسير فرات؟ ص ١٩ طبع نجف اشرف ايران

ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ آپ کے بعد ولی الامر حضرت علیؓ ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انکار کر دیا اور فرمایا نہیں تجھے (اے پیغمبر) اختیار کسی بات کا۔

اس آیت میں آپ کو بتلایا گیا کہ ولی الامر مقرر کرنے میں آپ ﷺ کو اپنی پسند لوگوں پر مسلط کرنے کا حق نہیں امت جس کو خود آگے کرے وہ امت کا نمائندہ ہوگا۔ اور وہی امیر المومنین ہوگا۔ وہ اپنے نظم حکومت میں پوری قوم کے سامنے جوابدہ ہوگا قوموں میں عملی سیاست کی روح یہی ہے۔

سوال نمبر ۱۵۔ کا خلاصہ۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب قاضی خان کے صفہ ۸۲۱ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کو اجرت پر لائے اور اس سے زنا کرے تو امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر کوئی حد شرعی جاری نہ ہوگی کیا عصمت فروشی کے اڈے کہیں اسی حکم شرعی کے مطابق تو نہیں چل رہے؟ ایسے مذہب کے اختیار کرنے کا کیا مفاد ہے؟

جواب۔ یہ ہے کہ فتاوی قاضی خان کتاب الحدود کی اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ اس صورت مذکورہ میں زانی پر حد لاگو نہ ہوگی بلکہ تعزیر لگے گی۔ کیونکہ یہ وطی بالشبہ کی ایک صورت ہے۔ یہ نہ امام ابوحنیفہؒ کا فتوی ہے اور نہ مذہب بلکہ ایک قول ہے جو مصنف کتاب نے انکی طرف منسوب کیا ہے جبکہ فقہ حنفی کی کسی معتبر کتاب اور متون فقہ میں کہیں بھی اسکا ذکر نہیں ملتا۔

طرفہ تماشا یہ ہے کہ اعتراض ان لوگوں کیطرف سے ہے جنکے ہاں زنا نہ صرف جائز بلکہ اعلی ترین عبادت ہے۔ جو مرد وزن یہ عبادت سرانجام نہ دیگا وہ مومن نہیں ہوگا۔

ایک مشت (متعی) جو کے عوض مومنانہ صالحہ سے ایک بار رات کی تاریکی میں لذت اندوز ہونے پر حضرت حسینؓ کا درجہ حاصل ہوگا اور دوبارہ لطف اٹھانے سے حضرت حسنؓ کا درجہ حاصل ہوگا سہ بار متمتع ہونے سے جناب

امام اول حضرت علی علیہ السلام کا مقام میسر آئیگا اور اور چوتھی بار لطف اٹھانے سے العیاذ باللہ معاذاللہ ثم معاذاللہ امام الانبیاء ﷺ کا مرتبہ مل جائیگا۔ اس لطف اندوزی کیلئے بس فریقین کی پسند کافی ہے نہ ایجاب و قبول کی ضرورت ہے۔ اور نہ مجلس نکاح کے منعقد کرنے کی حاجت اور نہ نکاح خواں کے بلانے کا تکلف؟ بلکہ ایک دوسرے کو شرمگاہ عاریتاً دے دینا بھی جائز ہے۔ سبحان اللہ کتنا خوب مذہب ہے۔ جس میں سخاوت کی انتہا کر دی گئی ہے چنانچہ شیعہ مذھب کی اصولی اور بنیادی کتاب الاستبصار ص ۷۵ ج ۲ میں ہے

سالت اباعبداللہ علیہ السلام عن عاریة الفروج قال لاباس بہ الخ

ترجمہ۔ امام ابوعبداللہ جعفر صادق سے مسئلہ عاریتہ الفروج دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا مضائقہ نہیں۔ چنانچہ ملت جعفریہ کے نزدیک نکاح کے انعقاد کیلئے کسی گواہ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے بس فریقین کا باہمی ملاپ ہی نکاح ہے چاہے یہ ملاپ دونوں فریق کی رضا سے ہو یا کسی طرف سے اکراہ و جبر ہی ہو۔ ملاحظہ ہو فروع کافی ص ۱۹۰ ج ۲ میں ہے۔

کہ ایک عورت جنگل میں اکیلی جارہی تھی اسکو سخت پیاس لگی۔ ایک اعرابی سے پانی مانگا۔ اس نے کہا اس شرط پر پانی دیتا ہوں کہ مجھ سے ہمبستر ہو۔ مجبوراً عورت نے مان لیا۔ اعرابی نے منہ کالا کیا۔ عورت امیرالمومنین عمرؓ کے دربار میں آکر اقبالی ہوئی۔ آپ نے سنگساری کا حکم دیا۔ جناب امیر (علیؓ) نے کہا کوئی جرم نہیں ہوا عورت کی رضامندی سے یہ فعل ہوا۔ بس یہ نکاح ہو گیا۔ معاملہ ختم ہو گیا۔

عن ابی عبداللہ علیہ اسلام قال جات امراة الی عمرؓ فقالت انی زینت فطھرنی فامر بھا ان ترجم فاخبر بذالک امیرالمومنین صلوٰة اللہ علیہ فقال کیف زینت فقالت بالبادیة فاصابنی عطش شدید فاستقیت اعرابیا فابی ان یسقینی الا ان امکنہ من نفسی فلما اجھدنی العطش و خفت علی فامکنتہ من نفسی فقال امیرالمومنین تزویج ورب الکعبة الخ

ترجمہ۔ امام صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک عورت عمرؓ کے پاس آئی اور کہا۔ میں نے زنا کیا ہے۔ آپ مجھے پاک کیجئے۔ آپؓ نے سنگساری کا حکم دیا۔ جناب امیر (حضرت علیؓ) کو اس بات کی اطلاع ہوئی۔ آپ نے عورت سے پوچھا تو نے کس طرح زنا کیا۔ اس نے کہا میں جنگل میں جارہی تھی مجھے سخت پیاس لگی۔ ایک اعراب سے پانی مانگا اس نے کہا مجھ سے ہمبستری کرلے تو پانی دوں گا۔ جب پیاس نے مجھے بے تاب کیا اور مر جانے کا اندیشہ ہوا۔ تو میں نے اسے اپنے نفس پر قابو دیدیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہ تو نکاح ہو گیا ہے۔"

حضرت امیرؓ کے اس فرمان پر عمل کیا جائے تو زنا کا دنیا سے نام و نشان مٹ جائیگا۔ بازاری عورتوں سے جو لوگ زنا کا ارتکاب کرتے ہیں اسمیں بھی تو عورت اور مرد باہم راضی ہو جاتے ہیں۔ یہاں تو صرف پانی پلایا گیا وہاں تو روپیہ بھی دیا جاتا ہے۔ فقہ جعفریہ کی اس اصولی روایت سے کئے مسئلے حل ہو گئے ہیں نمبروار ملاحظہ ہوں۔

۱۔ اس عمل اور صورت عمل کو عورت نے زنا سمجھا اور اقرار کر کے اپنے آپ کو پاک کرنے کی حضرت عمرؓ سے درخواست کی اور حضرت عمرؓ نے بھی اسے زنا قرار دیکر اسکو سزا سنادی۔

۲- عورت اہل زبان تھی اور مسلمان تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت کے عام مسلمان اس صورت واقعہ کو زنا سمجھتے تھے۔

۳- حضرت عمرؓ امیر المومنین تھے اہل زبان تھے اہل علم تھے شریعت کے ماہر تھے اس سے ظاہر ہوا کہ شریعت اسلامی بھی اسے زنا قرار دیتی ہے۔

۴- روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سزا سنانے کے بعد حضرت عمرؓ نے اس عورت کو اجازت دیدی کہ جہاں چاہے چلی جائے اس دوران حضرت علی کو اس واقعہ کا علم ہو گیا۔

۵- اتفاقاً اس عورت کی حضرت علیؓ سے ملاقات ہوئی یا انہوں نے خود اسے بلایا یہ بات روایت سے صاف طور پر معلوم نہیں ہوتی صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کی اس سے بالمشافہ گفتگو ہوئی۔

۶- حضرت علیؓ نے اسے نکاح قرار دیا جسے عرف عام اور فقہ اسلامی زنا قرار دیتی ہے۔

۷- فقہ جعفریہ میں یہ نکاح ہے مگر حضرت عمرؓ کے عہد میں فقہ جعفریہ اسلامی حکومت میں رائج نہیں تھی۔

۸- حضرت علیؓ کو سزا سے پہلے واقعہ کا علم ہو گیا مگر انہوں نے حضرت عمرؓ کو نہ تو مشورہ دیا کہ سزا کا حکم واپس لے لیں نہ فقہ جعفریہ رائج کرنیکی مہم چلائی۔ پہلی صورت میں ان پر کتمان حق کے ارتکاب کا ثبوت ملتا ہے۔ دوسری صورت میں دین کے معاملے میں انکی بزدلی ثابت ہوتی ہے اور یہ دونوں باتیں مسلمانوں کے نزدیک حضرت علیؓ کی ذات سے جوڑ نہیں کھاتیں۔

۹- حضرت علیؓ نے جس فعل کو رب کعبہ کی قسم کھا کر نکاح قرار دیا اس میں گواہ موجود نہ تھے۔ لہذا اسکی سزا کوئی نہیں فقہ جعفریہ میں اسکا اصطلاحی نام متعہ بھی ہے۔

۱۰- یہ جرم قابل تعزیر کیوں ہونے لگا یہ تو انتہائی اعلیٰ درجے کی عبادت ہے جیسا کہ تفسیر منہج الصادقین ص ۴۷-۳۷۳ پر ہے۔

قال رسول الله من تمتع مرة درجته كدرجة الحسينؓ ومن تمتع مرتين درجته كدرجة الحسنؓ ومن تمتع ثلاث مرات درجته كدرجة عليؓ ومن تمتع اربعه مرات درجته كدرجتي (العياذ بالله)

رسول ﷺ خدا نے فرمایا جس نے ایک دفعہ متعہ کیا اسکا درجہ حسینؓ کے برابر ہے۔ اور جس نے دو دفعہ متعہ کیا اسکا درجہ حسنؓ کے برابر ہے۔ اور جس نے تین دفعہ متعہ کیا اسکا درجہ علیؓ کے برابر ہے۔ اور جس نے چار مرتبہ کیا اسکا درجہ میرے برابر ہے۔

سئل ابوجعفر عن رجل كانت عنده امراة فزنى بامها اوابنتها او اختها فقال ماحرم حرام قط حلالا الخ

امام باقر سے ایک آدمی کے متعلق سوال ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کی ماں سے یا اسکی بیٹی سے یا اسکی بہن سے زنا کیا تو کیا حکم ہے؟ فرمایا ٹھیک ہے کوئی حرام کسی حلال کو حرام نہیں کر سکتا۔ فروع کافی طبع جدید ص ۳۸۷ ج ۵

عن زوارة بن اعین قال سئل ابوعبداللہ علیہ اسلام عن الرجل یتزوج المراۃ بغیر شہودفقال لاباس بتزویج البتتہ فیما بینہ وبین اللہ انما جعل الشہود فی تزویج البتتہ من اجل الولد لولاذلک لم یکن بہ باس

ترجمہ۔ زرارہ کہتا ہے امام جعفر سے ایسے آدمی کے تعلق پوچھا گیا جو گواہوں کے بغیر عورت سے نکاح کرے۔ امام نے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ اللہ کے نزدیک یہ نکاح صحیح ہے۔ نکاح کے گواہ توصرف اولاد کیلئے ہوتے ہیں اگر نکاح میں اولاد مقصود نہ ہو تو بغیر گواہ کے نکاح میں کوئی حرج نہیں۔ فائدہ امام موصوف نے جائز اور ناجائز میں حد فاصل تو بتادی کہ اولاد مقصود نہ ہو تو کوئی مرد کسی عورت سے جب چاہے تنہائی میں بغیر گواہوں کے نکاح کر سکتا ہے۔ لیکن اس سلسلہ میں دو امور قابل غور ہیں۔

اوّل یہ کہ زانی اور زانیہ کا مقصد کبھی حصول اولاد بھی ہوا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہاں تو مقصد محض آزادانہ شہوت رانی ہوتا ہے۔ لہذا زنا نام کی کوئی چیز اگر ہو سکتی ہے تو صرف اس صورت میں کہ جب بالجبر ہو ورنہ ہر زنا دراصل ایک جائز نکاح ہے جس کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت اور قانون اسکو تسلیم کرلے تو زنا کی حد جاری کرنے کا تکلف نہیں کرنا پڑیگا۔

من لا یحضرہ الفقیہ ص ۲۵۱ ج ۳ میں ہے۔

عن مسلم بن بشیر عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سالتہ عن رجل تزوج امراۃ ولم یشھد فقال اما فیھا بینہ وبین اللہ عزوجل فلیس بعد شئی ولکن ان اخذہ سلطان جائر عاقبہ الخ

ترجمہ۔ امام جعفر سے اس آدمی کے متعلق سوال ہوا جس نے کسی عورت سے گواہوں کے بغیر نکاح کر لیا تو فرمایا اس میں کیا حرج ہے اللہ جو گواہ ہے لیکن اگر کسی ظالم حکمران نے پکڑ لیا تو سزا دیگا۔ سوال یہ ہے کہ ظالم حکمران ایسا کیوں کریگا؟ کیا اسے فقہ جعفری یاد نہ ہوگی۔ یا ملک میں فقہ جعفری لاگو نہ ہوگی۔ بہر حال ظالم آخر ظالم ہی ہے۔ انصاف پسند بادشاہ تو ایسے مجاہد کو انعام سے سرفراز کریگا۔ کیونکہ اس نے بلاوجہ گواہوں کو تکلیف نہیں دی اور بڑی بے تکلفی سے یہ مہم خود سر کرلی۔ سلطان جائر کا کھٹکا ظاہر کرتا ہے کہ چور اندر ہے اور ضمیر کچو کے دیتا ہے۔ کہ کتے کو بکری کا نام دیکر اطمینان سے اس کا گوشت حلق سے اتارنا مشکل ہوتا ہے۔

زرارہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر سے پوچھا کیا متعہ کی تعداد چار میں شامل ہے؟ فرمایا چاہے ایک ہزار سے متعہ کر لے کیونکہ یہ تو اجرت کا معاملہ ہے (تھذیب الاحکام ص ۲۵۸ ج ۷

عن زرارۃ عن ابیہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام ذکرلہ المتعتہ اھی من الاربعہ قال تزوج منھن الفاً فانھن مستاجرات الخ

دوسری روایت ابوسعید احول سے ہے کہ میں نے امام جعفر سے پوچھا متعہ کرنے والا کم سے کم کتنی اجرت ادا کرے فرمایا ایک مٹھی بھر گندم کافی ہے۔ قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام ادنی مایتزوج بھا المتعتہ قال کف من بر۔ الخ تھذیب الاحکام ۷: ۲۶۷

بلکہ فرمایا ایک لکڑی کے عوض بھی متعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن فارغ ہونے کے بعد مڑ کر اس عورت کیطرف دیکھنا ممنوع ہے۔ محترما یہ ہے فقہ جعفریہ اب بتائیے عصمت فروشی کی اجازت فقہ حنفی میں ہے یا فقہ جعفریہ میں؟ ذرا خدا کو حاضر و ناظر جان تے ہوئے خدا لگتی کہئیے کیا فقہ جعفریہ ماننے کے قابل ہے؟ یا عمل کے لائق۔ ایسے مذہب کو خیر باد کہدینا چاہئیے یا نہ؟ ماشاء اللہ کیسا خوب مذہب نکاح و شادی کا خرچ بھی نہ ہو ایک لکڑی یا ایک مٹھی گندم سے ساری مستیاں بھی نکل جائیں۔ اور عبادت کا ثواب بھی مل جائے بلکہ چار دفعہ منہ کالا کرنے سے تو نبوت کے برابر کا درجہ مل جائے (العیاذ باللہ) کیا ہی خوب مذہب ہے جسکے ارکان زنا اور جھوٹ ہوں۔ یعنی زنا پر بھی ثواب اور جھوٹ پر بھی اجر و ثواب؟ جس نے مغربی تہذیب کو مات کر دیا بلکہ کائنات میں جسکی نظیر نہیں ملتی!

سوال نمبر ۱۶۔ آپکی کتاب مستطرف طبع مصر ص ۱۶۱ ج ۲ میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی عورت پر عاشق ہو کر زنا نہ کرے تو مرتبہ شہادت پاتا ہے۔ جواب دیجئے آخر شہادت کیلئے عشق عورت ہی کا انتخاب کیوں ہے؟

جواب ہمارے ہاں تو گناہ کا فعل نہ کرنے پر ثواب ملنے کا ذکر ہے آپکے ہاں تو زنا کرنے پر جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک بار زناہ کیا تو حضرت حسینؓ کا درجہ مل گیا دو بار زنا کرنے سے سیدنا حسنؓ کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔ تین بار زنا کرنے سے ابوالائمہ سیدنا علی کا درجہ مل گیا الخ اس پر اکتفا کر لیا جاتا تب بھی کوئی بات تھی آپ کی معتبر ترین کتابوں میں تو یہاں تک لکھا ہوا ہے کہ زانی اور زانیہ فعل زنا میں جب مشغول ہوتے ہیں تو باہر فرشتے پہرہ دیتے ہیں اور وہ جب فارغ ہو کر غسل جنابت کرتے ہیں تو غسل کے ناپاک پانی کے ایک جھینٹے سے ستر ستر ہزار فرشتے پیدا ہوتے ہیں جو قیامت تک ان منہ کالا کرنے والی عورت اور منہ کالا کرنے والے مرد کیلئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔ ماشاء اللہ کتنا سہل مذہب ہے ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق؟ مستی بھی نکال لو اور ثواب بھی کما لو۔

سوال نمبر ۱۷ فتاوی قاضی خان ص ۲۸۹ ج ۲۔ پر ہے کہ آپکے امام ابو حنیفہؒ نے پنتالیس برس ایک ہی وضو سے پنجگانہ نمازیں پڑھیں کیا اس پنتالیس سال کے عرصے میں امام صاحبؒ کو رفع حاجت کی ضرورت پیش نہ آئی اور نہ ہی انہیں نیند آئی۔

جواب۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پنتالیس سال مسلسل امام صاحب نے ایسا کیا ہو اور نہ یہ کہیں لکھا ہوا ہے کہ لگاتار ۴۵ برس ایسا ہوا۔ جو لکھا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ پنتالیس سال عشاء کے وضوء سے فجر کی نماز ادا فرمائی۔ اور یہ واقعہ امام صاحبؒ کے علاوہ کئی تابعینؒ کے متعلق کتابوں میں لکھا ہوا ملتا ہے کہ ان حضرات نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرمائی اور کئی تابعینؒ کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ ان حضرات نے تیس برس تک روزے رکھے اور روزانہ رات کو قرآن مجید کا ختم فرماتے تھے۔ ایک بزرگ جو ابھی زندہ ہیں انکے متعلق تحقیق سے معلوم ہے کہ تیس پینتیس برس تک روزانہ رات کو نوافل میں قرآن مجید ختم فرماتے رہے ہیں۔ اس میں کونسی اعتراض کی بات ہے

ع کار پاکاں بر خود قیاس مگیر!

قول شخصے۔ ہنر بچشم عدو بزرگتر عیب است

سوال نمبر ۱۸۔ یہ کہ آپ کے امام صاحبؒ کے نزدیک جھوٹی گواہی گزار کر بیگانی عورت سے صحبت کرنے

سے کوئی گناہ نہیں ھدایہ ص در مختار ص شرح وقایہ ص

اب بتائیے سینہ زوری والامذہب بہتر ہے یا سینہ زنی والا؟

جواب۔ یہ سفید جھوٹ ہے آپ کو چاہیئے تھا کہ عربی عبارت نقل کرتے جیسا کہ ہم نے آپ کے مذہب کی کتابوں کی عبارتیں نقل کی ہیں۔

نیز آپ کو اعتراض کا اس لئے بھی حق نہیں ہے کہ آپ کے ہاں تو یہی، جھوٹی کسی قسم کی گواہی کی ضرورت ہی نہیں جنگل میں بھی مردوزن کا ملاپ ہو جائے تو آپ کے امام رب کعبہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے کہ یہ نکاح ہے۔ نیز فرمایا گواہ تو صرف اولاد کے نسب کے ثبوت کیلئے ہوتے ہیں ورنہ انعقاد نکاح کیلئے کسی گواہ کی قطعاً ضرورت نہیں۔ بس جاتے جاتے جنگل سے کوئی ایک لکڑی اٹھالو اور وہ مومنہ صالحہ کی نذر کر کے امام سوم کا درجہ پالو۔

گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر ۔۔۔ تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

باقی رہا مسئلہ سینہ زنی کا تو یہ آپکی دل کی بات ہے آپ کے دل میں جو آئے بڑی خوشی سے کر گزریئے آپ کو کون روک سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک شریعت کا تعلق ہے تو سینہ زنی اور ماتم حرام ہے۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام نے منع فرمایا اور ائمہؒ اظہار نے روکا ہے چنانچہ ارشاد ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب و دعا بدعوی الجاھلیة الخ

وہ ہم میں سے نہیں جو کہ چہرے پر تھپڑ مارے اور گریبان پھاڑے اور کفر کے جاہلانہ طریقہ پر آہ و فغاں اور واویلا کرے۔" لطف یہ ہے کہ اس روایت کے راوی جناب علیؓ ہیں۔ اور صحاح کی روایت ہے۔ اور فروع کا ص ۲۳۸ ج ۲ میں ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لفاطمة علیہا السلام اذاانامت فلاتخمشی علی وجھا ولاترخی علی شعراً ولا تنادی بالویل ولاتقیمی علی نانحة الخ

ترجمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہؓ کو فرمایا میری وفات پر اپنے چہرے کو زخمی نہ کرنا اور بالوں کو پراگندہ نہ کرنا۔ اور ہائے وائے کر کے نہ رونا۔ اور نوحے کرنے والی نہ لانا"

تیسری روایت تفسیر صافی ص ۵۱۷، فروع کافی ص ۲۲۸ ج ۲۔ میں حضرت امام جعفرؒ صادق سے مروی ہے

عن ابی عبداللہ علیہ السلام فی قول اللہ عزوجل ولایعصبنک فی معروف قال المعروف ان لایشققن حبیباً ولایلطمن خداً ولا یدعون ریلاً ولا یتخلفن عندقبر ولایسودن ثوباً ولا ینشرن شعراً الخ

ترجمہ۔ امام جعفرؒ نے اللہ تعالیٰ کے قول ولایعصینک فی معروف الآیہ کی تفسیر میں فرمایا معروف یہ ہے کہ عورتیں گریبان نہ پھاڑیں اور چہرہ پر تھپڑ نہ ماریں اور ہائے وائے نہ کریں اور قبر پر نہ جائیں اور کپڑے کالے نہ کریں اور بالوں کو پراگندہ نہ کریں"

اور ایک حدیث قدسی میں ہے "جو شخص میرے فیصلہ اور تقدیر پر راضی نہیں اور میری بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر نہیں کرتا تو وہ میرے آسمان کے نیچے سے نکل کر کوئی اور رب میرے سوا تلاش کرے۔"

محترما اب آپ کی خوشی کی بات ہے پیغمبر ھدایت اور ائمہ ھدیٰ کا فرمان مان کر سینہ کوبی اور ماتم چھوڑ دیں یا اپنی ضد پر قائم رہتے ہوئے سینہ کوٹتے کوٹتے روز قیامت خدا کے حضور حاضر ہوں۔

سوال نمبر ۱۹ یہ کہ " آپ کے مذہب کے مطابق اگر بکری کا بچہ سورنی کے دودھ سے پالا جائے تو اسکا کھانا حلال ہے در المختار جلد نمبر ۴ پھر بتایئے سورنی کا دودھ پینا کیوں حرام ہے؟

جواب۔ فقہ جعفریہ میں ہے کہ اگر کنوئیں میں انسانی فضلات یعنی گوہ سے بھری ہوئی زنبیل (تھیلہ) گر پڑے خواہ گندگی گیلی ہو یا خشک تو کچھ حرج نہیں (کنواں پاک ہے) اس سے وضو، غسل طہارت وغیرہ ساری ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ فروع ص ۴ ج ا میں ہے۔

وان وقع فی البیر زنبیل من عذرۃ رطبۃ اویابسۃ او زنبیل من شرقین فلا باس بالوضو منها ولاینزح منها شئی۔

کوئی ڈول کھینچنے (نکالنے) کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پانی بالکل پاک ہے۔ نہ گوہ کے پڑنے سے پلید ہوتا ہے اور نہ جانوروں کے گوبر گرنے سے؟

ایک اور روایت میں ہے کہ گھی یا تیل کے برتن میں کتا گر پڑے اور زندہ ہی نکال لیا جائے تو وہ گھی۔ تیل وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا چنانچہ فروع کافی ص ۱۰۵ ج ۲ جزو ثانی میں ہے

وقع الفارۃ اوالکلب فی السمن والزیت ثم خرج منہ حیالاباس باکلہ الخ

ترجمہ چوہا یا کتا گھی یا تیل میں گر پڑیں اور جیتے جی نکل جائے تو اس گھی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تیسری روایت کہ گوشت کی دیگ پکائی جائے اور اس سے مرا ہوا چوہا نکل آئے تو شوربا پھینک دیا جائے اور گوشت کی بوٹیاں دھو کر کھالو۔ فروع کافی جلد ۲ جزو ثانی ص ۱۰۵ میں ہے

قدر طبخت فاذا فیہ فارۃ یهرق مرقها ویوکل لحمها بعد ان یفسل الخ

چوتھی روایت۔ ایک پانی کا پرنالہ دوسرا پیشاب کا جاری ہو۔ اور وہ آپس میں خلط ملط ہو جائیں اور وہ کپڑوں کو لگ جائے تو کپڑے ناپاک نہیں ہوتے فروع کافی ص ۷ ج ا

عن ابی عبداللہ علیہ اسلام قال او ان مزابیین سالا احدہ۔ میزاب بول و اخری میزاب ماء فاختلف ثم اصابک ما کان بہ باس الخ مزید براں فروع کافی ص ۲۱ ج ۱ اور من الایحضرہ الفقیہ ص ۱۳

میں ہے کہ شرمگاہ کی رطوبت مذی اور ودی کے نکلنے سے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ نماز بلکہ اسکے دھونے کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ وہ تھوک اور ناک کے پانی کا حکم رکھتی ہیں پس جس کپڑے کو لگ جائیں اسے دھونے کی حاجت نہیں ہے بلکہ شرمگاہ کو بھی دھونے (استنجاء) کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ فائدہ واہ شیعہ پاک مذہب کا کیا کہنا منہ، ناک اور شرمگاہ کو یکساں بنادیا۔ جیسے منہ و ناک سے نکلی ہوئی رطوبات پاک ہیں ویسا ہی عضو مخصوص سے نکلی ہوئی ناپاک رطوبت بھی پاک ہے۔

ح لوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے؟

محترما حلال جانور حرام خوراک استعمال کرنے سے حرام نہیں ہو جاتے۔ کیا حرام خوراک پر پلنے بڑھنے والی مرغیاں روزانہ آپ تناول نہیں فرمارہے؟ بتائیے کہ فارمی مرغیوں کی غذا کیا ہے۔؟
شہر کی روڑیوں۔ گندے موقعوں پر پھرنے والی بھیڑیں جو روزانہ سلی خانہ سے ذبح ہو کر آتی ہیں انکا گوشت کیا ہندوستان کے ہندو استعمال کر رہے ہیں؟ اگر یہ سب کچھ حلال ہے تو سورنی کے دودھ پر پلنے والا بکری کا بچہ کیوں حرام ہو گیا؟

فاعتبرو یااولی الابصار الایہ

سوال نمبر ۲۰ اگر خلفاء ثلاثہؓ کو حضرت علیؓ سے محبت تھی تو باوجود اقرار ولایت علیؓ کے انہوں نے حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کی کوشش کیوں نہ کی؟

جواب۔ امام بخاری نے اپنی تصنیف التاریخ الکبیر جزء ثانی قسم اول میں رافع کی روایت

۱۔ باسند نقل کی ہے

فقال لدافع بعض القوم یا اباالجعد بما قام امیر المومنین یعنی علیا قال سمعتہ الاخبر کم بخیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہعلیہ وسلم ابوبکرؓ ثم عمرؓ الخ التاریخ الکبیر الامام البخاری ص ۲۸۰ ج ۲ طبع دکن تحت رافعؒ بن سلمہ۔ والسنن لابن ماجہ باب فضائل عمرؓ ص۱۱

حاصل یہ ہے کہ بعض لوگوں نے رافع ابوالجعد سے دریافت کیا کہ علیؓ المرتضیٰ امیر المومنین نے کیا خطاب کیا ہے تو رافع نے جواب دیا کہ میں نے سنا امیر المومنین نے فرمایا کہ خبردار لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے بہترین ابوبکرؓ ہیں انکے بعد عمرؓ بن الخطاب ہیں۔''

۲۔ دوسری روایت مصنف ابن ابی شیبہ ص ۸۸۷ ج ۴ مسند امام احمد ص ۱۲۸ ج ۱ اسندات علی المرتضیٰ کنز العمال ص ۳۲۹ ج ۶ بحوالہ (کر۔ ش) باب فضل الشیخین ابی بکر و عمر طبع قدیم)

حاصل یہ ہے کہ عبد خیر کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتقال بہترین حالت پر ہوا جسطرح ایک نبی علیہ السلام کا وصال بہترین حالت میں ہوتا ہے۔ پھر ابوبکرؓ خلیفہ بنائے گئے پس انہوں نے نبی ﷺ کے طریقہ اور سنت کے مطابق عمل در آمد کیا پھر وہ بہتر حالت پر فوت ہوئے۔ وہ اس امت لے نبی ﷺ کے بعد بہترین شخص تھے۔ پھر عمرؓ خلیفہ ہوئے عمرؓ نے نبی ﷺ کریم اور ابوبکرؓ کے طریقہ کار کے موافق عمل کیا۔ پھر وہ بہتر حالت پر فوت ہوئے اور وہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکرؓ کے بعد تمام امت سے بہتر آدمی تھے۔''

۳۔ سند احمد ص ۱۱۵ ج ۱ مسندات علی مع منتخب کنز۔ میں عبد خیر سے روایت ہے عبد خیر کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کھڑے ہو کر فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل آدمی ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں انکے بعد ہم سے کئی جدید چیزیں صادر ہوئیں اللہ انکے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائیگا۔''

۴۔ چوتھی روایت حلیۃ الاولیا لابی نعیم اصفہانی ص ۱۹۹ ج ۷ تذکرہ شعبہ طبع مصر میں ہے۔

عبد خیر کہتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ شیر خدا نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو نبی ﷺ کے بعد تمام امت سے بہتر ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں۔ بیان فرمائیے۔ آپؓ نے

فرمایا کہ وہ ابو بکرؓ ہیں پھر آپ نے بھوڑی سی خاموشی کے بعد فرمایا کہ میں تمہیں اطلاع نہ دوں کہ ابو بکرؓ کے بعد بہترین امت کون فرد ہیں وہ عمرؓ ہیں"۔

پانچویں روایت ابن عبد البر نے "استیعاب" تذکرہ صدیق اکبرؓ میں باسند روایت حضرت علیؓ سے نقل کی ہے۔

عن الحکم بن الحجل قال قال علی لایفضلنی احد علی ابی بکرؓ و عمرؓ الا جلدتہ حد المفتری۔"

یعنی حکم بن حجلؓ کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا جو شخص بھی مجھے ابو بکرؓ و عمرؓ پر فضیلت دے گا میں اسکو مفتری کی سزا دوں گا جو اسی کوڑے ہوتی ہے۔

چھٹی روایت طبقات ابن سعد میں حضرت علیؓ المرتضیٰ سے مروی ہے کہ

عن ابی سریحۃ سمعت علیا یقول علی المنبر الا ان ابابکرؓ اواہ منیب الا ان عمرؓ ناصح اللہ فنصحہ"

یعنی ابو سریحہ کہتا ہے " حضرت علیؓ سے میں نے سنا کہ منبر پر تشریف رکھتے ہو فرما رہے تھے کہ لوگو! یقیناً ابو بکرؓ بڑے دردمند۔ نرم دل اور خدا کی طرف رجوع رکھنے والے تھے۔ اور خبردار عمر بنؓ الخطاب اللہ کے دین کی خیر خواہی کرنے والے تھے۔ پس اللہ نے انکی خیر خواہی کی۔"

طبقات ابن سعد ص ۱۲۱ ج ۳۔ تذکرہ صدیق اکبرؓ طبع قدیم یورپ

ساتویں روایت طبقات ابن سعد ہی میں ہے کہ

عبیداللہ بن موسی قال ابوثقیل عن رجل قال سئل علیؓ من ابی بکر رضی اللہ عنہ و عمرؓ فقال کانا امامی ھدی راشدین مصلحین منجحین خرجا من الدنیا خمیصین۔"

خلاصہ یہ کہ حضرت علیؓ سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا گیا تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ وہ دونوں (امت کیلئے) ہدایت کے امام اور رہنما تھے۔ (قوم کی) اصلاح کرنے والے تھے (مقاصد خیر میں) کامیاب و کامران تھے۔ دنیا سے بھوکے اور گرسنہ رخصت ہوئے یعنی طمع و لالچ کی خاطر مال فراہم نہیں کیا۔"

طبقات ابن سعد ص ۱۴۹ ج ۳ قسم اول تذکرہ ابی بکرؓ

آٹھویں روایت مسند احمد "مسندات مرتضوی میں عبداللہ بن عیل نے حضرت علیؓ کا فرمان نقل کیا ہے۔ کہ

قال سمعت علیاً رضی اللہ عنہ یقول اعطی کل نبی سبعۃ نجباء من امتہ واعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ عشر نجیبا من أمتہ منھم ابوبکرؓ و عمر رضی اللہ عنہما۔"

یعنی عبداللہ کہتا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ہر نبی علیہ السلام کو اسکی امت میں سے سات عدد نجیب یعنی شریف، مخلص عطا کئے جاتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت میں سے چودہ عدد نجیب و شریف الاصل عطا کئے گئے ہیں ان میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔"

مسند احمد ص ۱۴۳ ج ۱ مسندات علی۔ حلیۃ الاولیاء ابو نعیم اصفہانی ص ۱۲۸ ج ۱ تذکرہ عبداللہ بن مسعودؓ

نویں روایت الشیخ ابو بشر محمد بن احمد بن حماد الدولابی المتوفی ۳۱۰ ھ نے اپنی مشہور تصنیف کتاب الکنی والاسماء جلد اول ص ۱۲۰ تحت کنیت ابی بکر من التابعین و من بعدھم۔